www.KitaboSunnat.com

تحقیق و تنقید

پروفیسر محمد دین قاسمی
گورنمنٹ ڈگری کالج۔ فیصل آباد

رؤیتِ ملائکہ

قرآنِ کریم کی روشنی میں!

اس میں شک وشبہ نہیں کہ ملائکہ مستور و مخفی مخلوق ہیں۔ عام حالات میں یہ نظر نہیں آیا کرتے لیکن بعض خصوصی حالات میں جبکہ وُہ انسانی پیکر میں نمودار ہوں، تو ان کا نظر آجانا امر مستبعد نہیں۔ چنانچہ نزولِ قرآنِ مجید سے لے کر اب تک علماء و مفکرین، فقہاء، مجتہدین اور محدثین و مفسرین ہمیشہ اس کے قائل رہے ہیں۔ البتہ معتزلہ وُہ پہلا فرقہ تھا جس نے اس کا انکار کیا۔ اور آج کے اس دور میں غلام احمد پرویز نے اس حقیقت کا انکار کیا ہے۔

پرویزی موقف:

اس سلسلہ میں غلام احمد پرویز کا موقف درج ذیل ہے:

"ملائکہ کائنات کی غیر مرئی قوتیں ہیں، اس لیے ان کے متعلق کہہ دیا گیا ہے کہ تم ان کے لشکروں کو نہیں دیکھ سکتے۔" (لغات القرآن ص ۲۴۴)

"قرآنِ کریم میں حضور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مختلف جنگوں میں ملائکہ کے نزول اور تائید کا ذکر آیا ہے۔ اور ہر مقام پر یہ کہا گیا ہے "لَمْ تَرَوْهَا" "تم انھیں نہیں دیکھ سکتے تھے۔"[1] (۹/۲۶، ۹/۴۰، ۳۳/۹) یعنی قرآن کریم بالفاظ

---

[1] "لَمْ تَرَوْهَا" کا صحیح ترجمہ یہ ہے کہ "تم نے انھیں نہیں دیکھا" یہاں (ملائکہ کو اس موقع پر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صریح کہہ رہا ہے کہ فرشتے (اور تو اور، حضور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ تک کو بھی) نظر نہیں آسکتے تھے۔ (تفسیر مطالب الفرقان ج ۲ ص ۴۰۲)

جائزہ:

اس منکرِ قرآن کی اس عبارت، کا سیدھا سادا جواب یہ ہے کہ "لَمْ تَرَوْهَا" اُن فرشتوں کے بارے میں کہا گیا ہے جو انسانی شکل میں نہیں اترے تھے۔ رہے وُہ ملائکہ جو انسانی شکل وصورت میں نازل ہوتے تھے، تو ان کا دکھائی دیا جانا ایک ایسی حقیقت ہے جو خود قرآنِ مجید سے ثابت ہے۔ چنانچہ قرآنِ کریم یہ بیان کرتا ہے کہ قومِ لوط کو عذاب دینے کے لیے جو فرشتے حضرت لوط علیہ السلام کے پاس خوبصورت لڑکوں کی شکل میں آئے تھے، وُہ چونکہ انسانی پیکر میں تھے اس لیے اس بگڑی ہوئی قوم نے بھی انھیں دیکھا اور حضرت لوط علیہ السلام نے بھی انھیں دیکھا۔ قومِ لوط تو انھیں دیکھتے ہی کاشانۂ نبوی پر جمع ہوگئی اور اس کے بعد وُہ کچھ پیش آیا جس کی تفصیل قرآنِ پاک کے مختلف مقامات پہ دی گئی ہے۔

فرستادگانِ لوطؑ اور پرویز:

لیکن پرویز صاحب ان فرشتوں کے متعلق فرماتے ہیں:

"قرآنِ کریم نے کہیں نہیں کہا کہ وُہ فرشتے تھے۔"

(تفسیر مطالب الفرقان ج ۲ ص ۴۰۱ - حاشیہ)

حالانکہ قرآنِ کریم اس واقعہ کو جس سیاق وسباق میں بیان کرتا ہے، وہ ان فرستادگان کے فرشتہ ہونے کا قطعی ثبوت ہے۔ آپ سورۃ الحجر کو نکال کر دیکھیے۔ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم سے، کفارِ عرب یہ مطالبہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ:

"لَوْمَا تَأْتِينَا بِالْمَلَٰٓئِكَةِ إِن كُنتَ مِنَ الصَّٰدِقِينَ" (الحجر:۷)

"اگر تم سچے ہو تو ہمارے سامنے فرشتوں کو لے کر کیوں نہیں آجاتے؟"

اس مطالبہ کا جواب خود اللہ تعالیٰ نے یوں دیا:

"مَا نُنَزِّلُ الْمَلَٰٓئِكَةَ إِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوٓا إِذًا مُّنظَرِينَ"

(ایضاً: ۸)

دیکھنے کی نفی کی گئی ہے مگر پرویز صاحب کا ترجمہ "قدرتِ دیدار" اور "امکانِ رؤیت" ہی کی نفی کر رہا ہے جو قطعی غلط ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ہم فرشتوں کو یونہی نہیں اتارا دیا کرتے، جب وُہ اترتے ہیں تو حق کے ساتھ اترتے ہیں اور پھر لوگوں کو مہلت نہیں دی جاتی۔"

یہاں یہ بات ذہن نشین رکھیے کہ فرشتوں کے نزول کو "حق کے ساتھ" (بِالْحَقِّ) مشروط کیا گیا ہے۔ یہ حق کیا ہے؟ اس سے مراد وُہ فیصلۂ خداوندی بھی ہے جو کسی کے لیے موجبِ سعادت و بشارت ہو، اور وُہ امرِ ایزدی بھی جو کسی کے لیے باعثِ عذاب و عقوبت ہو۔ چنانچہ اس امر کی تائید اُن "فرستادگان" کے نزول سے ہوتی ہے جو حضرت ابراہیمؑ اور قومِ لوط کی جانب بھیجے گئے اور جن کا ذکر بھی، اسی سورۃ الحجر میں ذرا آگے چل کر ہے۔ یہ "فرستادگان" پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر انھیں فرزندِ ارجمند کی بشارت دیتے ہیں۔ قرآن کریم یہاں ان کے یہ الفاظ نقل کرتا ہے:

قَالُوا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ ۔ (الحجر: ۵۵)

"فرشتوں نے کہا، "ہم تمہیں امرِ حق کے ساتھ بشارت دے رہے ہیں"۔"

پھر یہی "فرستادگان" جب قومِ لوط کو عذاب دینے کے لیے، حضرت لوط علیہ السلام کے پاس پہنچتے ہیں تو وہاں یہ کہتے ہیں کہ:

"وَاَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ ۔ (الحجر: ۶۴)

"ہم حق کے ساتھ تمہارے پاس آئے ہیں۔"

یہ ہے وُہ "الحق" جس کے ساتھ وُہ "فرستادگان" بھیجے گئے ہیں جن کا ذکر سورۃ الحجر کی آیت ۷، ۸ میں ملائکہ کے نام سے کیا گیا ہے۔ اور جس کی قید، قرآنِ پاک نے مختلف مقامات پر یا تو انبیاءؑ کے متعلق لگائی ہے اور یا فرشتوں کے متعلق لاریب، یہاں ان "فرستادگان" سے مراد، انبیاءؑ تو ہو نہیں سکتے، کیونکہ جن کے پاس وُہ آئے ہیں یعنی حضرت ابراہیم اور حضرت لوط علیہما السلام، وہ خود نبی ہیں، لہٰذا یہ "فرستادگان" فرشتے ہی ہو سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں ان کا فرشتہ ہونا اس سے بھی ظاہر ہے (جیسا کہ گزر چکا) کہ اسی سورۃ الحجر کی آیات ۷۔۸ میں، انہی فرستادگان کو "ملائکہ" کا نام دیا گیا ہے اور ان کی آمد کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ وُہ "حق کے ساتھ" نازل ہوتے ہیں، اور جب وہ حق کو نافذ کر ڈالتے ہیں تو "وَمَا كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ" "پھر انہیں مہلت نہیں دی جاتی"۔ یہاں آپ دیکھیے کہ قومِ لوط کو قطعاً مہلت نہیں دی گئی۔ عذاب اپنے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقتِ موعود پر (جو صبح کا وقت تھا) آیا اور انھیں پیوندِ خاک کر گیا۔ یہ صورتِ حال واضح کرتی ہے کہ یہ "فرستادگانِ لوط" یقیناً ملائکہ تھے۔ اگرچہ قرآنِ مجید کا یہ اسلوبِ بیان "فرستادگانِ لوط" کے ملائکہ ہونے کو شک وشبہ سے بالاتر کر دیتا ہے، تاہم یہاں ہم پرویز صاحب ہی کا ایک اقتباس پیش کرنا مناسب سمجھتے ہیں جس میں انہوں نے لوط علیہ السلام کی طرف بھیجے جانے والوں کو صراحت کے ساتھ "فرشتے" کہا ہے۔ سورۂ حجر میں ہے:

"فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ ۣ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ"

(الحجر: ۶۱-۶۲)

"پھر جب ایسا ہوا کہ یہ بھیجے ہوئے (فرشتے)[۱] خاندانِ لوط کے پاس پہنچے تو انہوں نے کہا "تم لوگ اجنبی معلوم ہوتے ہو"۔

(معارف القرآن ج ۳ ص ۹۴)

جبریل بشکلِ انسان:

فرشتوں کے انسانی شکل میں دکھائی دیے جانے کی دوسری واضح مثال وہ ہے جس میں حضرت جبرائیل علیہ السلام انسانی پیکر میں حضرت مریمؑ کے سامنے پیش ہوتے ہیں۔ سورۂ مریم میں اس کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ آیات درج ذیل ہیں:

"وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ۝ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۫ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۝ قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ۝ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ۝ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ۝ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا"

(مریم: ۱۶-۲۱)

ان آیات کا ترجمہ معارف القرآن میں پرویز صاحب کے قلم سے ملاحظہ ہو:

۱۔ "بھیجے ہوئے" کے بعد بین القوسین ("فرشتے") ـــــ یہ وضاحت خود پرویز صاحب ہی کی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور (اے پیغمبر)، کتاب میں مریم کا معاملہ بیان کر، اس وقت کا معاملہ، جب وُہ ایک مکان میں، کہ پورب کی طرف تھا، اپنے گھر کے آدمیوں سے الگ ہوگئی پھر اس نے ان لوگوں کی طرف پردہ کرلیا۔ پس ہم نے اس کی طرف اپنا فرشتہ بھیجا اور ایک بھلے چنگے آدمی کے رُوپ میں نمایاں ہوگیا۔ مریم اسے دیکھ کر (گھبرا گئی، وہ) بولی "اگر تو ایک نیک آدمی ہے تو میں خدائے رحمان کے نام پر تجھ سے پناہ مانگتی ہوں" فرشتہ نے کہا "میں تو تیرے پروردگار کا فرستادہ ہوں اور اس لیے نمودار ہوا ہوں کہ تجھے ایک پاک فرزند دیدوں" مریم بولی "یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ میرے لڑکا ہو، حالانکہ مجھے کسی مرد نے چھوا نہیں اور نہ میں بدچلن ہوں؟" فرشتہ نے کہا "ہوگا ایسے ہی، تیرے پروردگا نے فرمادیا کہ یہ میرے لیے کچھ مشکل نہیں، وُہ کہتا ہے کہ یہ اس لیے ہوگا کہ اسے لوگوں کے لیے ایک نشانی بنادوں اور میری رحمت کا اس میں ظہور ہو، اور یہ ایسی بات ہے جس کا ہونا طے پاچکا ہے" (معارف القرآن ج۳ ص۵۴۹)

سورۃ مریم آیت ۲۱ کا ترجمہ ایک اور مقام پر پرویز صاحب نے یوں کیا ہے:

"فرشتہ نے کہا" ہوگا ایسا ہی، تیرے پروردگار نے فرمادیا کہ یہ میرے لیے کچھ مشکل نہیں، وُہ کہتا ہے، یہ اس لیے ہوگا کہ اسے لوگوں کے لیے ایک نشانی بنادوں اور میری رحمت کا اس میں ظہور ہو اور یہ ایسی بات ہے جس کا ہونا طے پاچکا ہے" (معارف القرآن ج ۳ ص ۵۵۱)

ایک اور مقام پر ان ہی آیات کا ترجمہ، متعدد قطعات میں دیا گیا ہے۔ چند ٹکڑوں کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

"فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا۔" "پس ہم نے اس کی طرف اپنا فرشتہ بھیجا اور وُہ ایک بھلے چنگے آدمی کے روپ میں نمایاں ہوگیا۔"

فرشتے نے جواب دیا" قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ "فرشتے نے کہا" میں تو تیرے پروردگار کا فرستادہ ہوں"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ" ـــــ "فرشتہ نے کہا،
"ہوگا ایسا ہی، تیرے رب نے فرما دیا کہ یہ میرے لیے کچھ مشکل نہیں"۔
(معارف القرآن ج ۳ ص ۴۹۱، ص ۴۹۲)

"مفکرِ قرآن" کی یہ تصریحات، جو اُن ہی کے تراجم سے ماخوذ ہیں، اس امر پر شاہد عدل ہیں کہ اگر فرشتہ انسانی رُوپ میں نمودار ہو کر انسانوں کے پاس آئے تو وہ نہ صرف یہ کہ مرئی و مشاہد مخلوق ہے، بلکہ انسانوں کے ساتھ ہمکلام بھی ہوتا ہے۔

ایک آیت، کئی تراجم و مفاہیم:

پرویز صاحب اپنی فکری مجبوریوں کی بنا پر قرآن کو جس طرح تختۂ مشق بناتے رہے ہیں، اس کی ایک واضح مثال[1]، آیتِ قرآنی ـــــ "فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا" ـــــ کے مختلف مفاہیم و تراجم ہیں جو انہوں نے مختلف سن و سال میں پیش کیے ہیں۔ ملاحظہ ہوں:

- جولائی ۱۹۳۵ء ـــــ "پس ہم نے اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجا اور وُہ ایک بھلے چنگے روپ میں نمایاں ہوگیا"۔ (معارف القرآن ج ۳ ص ۵۴۹)
- اپریل ۱۹۶۱ء ـــــ فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا۔ (۱۹/۱۷) تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وُہ حضرت مریمؑ کی نگاہ میں ایک متوازن انسان کی شکل میں سامنے آیا۔ اندازہ یہ ہے کہ یہ واقعہ خواب کا ہے۔ یعنی حضرت مریم نے یہ کچھ اپنے خواب میں دیکھا۔" (لغات القرآن ص ۱۵۲۳)
- اکتوبر ۱۹۷۰ء ـــــ "(خانقاہیت کی زندگی اور وہاں کے ناخوش آئند واقعات نے اس کے دل پر ایسا اثر چھوڑا تھا کہ وُہ) وہاں بھی لوگوں سے الگ تھلگ رہتی تھی ہم نے (ان اثرات کو مٹانے کے لیے اسے زندگی کے خوشگوار پہلوؤں کے متعلق) تقویت بخش اشارہ کیا (جو اس کے خواب میں) ایک اچھے بھلے انسان کی شکل

[1] یہ صرف ایک مثال ہے، ایسی بیسیوں مثالیں ہیں جس میں ایک آیت کے باہم متضاد مفاہیم پیش کیے گئے ہیں۔ ملاحظہ ہو ہماری کتاب "ایک خواب کئی تعبیریں"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سامنے آیا۔" (مفہوم القرآن آیت ۱۹/۱۷)

نومبر ۱۹۸۱ء .... "فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا کے معنی ہوں گے خدا نے حضرت زکریاؑ کی وساطت سے حضرت مریمؑ کی طرف پیغام بھیجا۔ حضرت زکریاؑ نے یہ پیغام اس شخص کی معرفت بھیجا جسے انہوں نے حضرت مریم کے ساتھ نکاح کرنے کے لیے منتخب اور آمادہ کیا تھا (یعنی اناجیل[1] کے بیان کی رُو سے، یوسف نجار) بَشَرًا سَوِيًّا سے یہی نوجوان مراد ہے۔ اب رہا لفظ تمثّل۔ سو لغت کی رو سے، اس کے معنی "داستان زدن" یعنی بات کرنے کے بھی آتے ہیں۔

لہٰذا، آیت (۱۹/۱۷) کے معنی یہ ہوں گے کہ حضرت مریمؑ ان پریشانیوں میں افسردہ خاطر رہتی تھیں کہ حضرت زکریاؑ نے ان کی طرف خدا کا پیغام دے کر ایک نوجوان کو بھیجا، اس اجنبی نوجوان کو دیکھ کر حضرت مریم نے کہا قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَٰنِ مِنكَ إِن كُنتَ تَقِيًّا (۱۹/۱۸) "اگر تو خدائے رحمان کے قانون کا احترام کرتا ہے تو میں تجھ سے خدائے رحمان کی پناہ میں آجانا چاہتی ہوں۔" اس نوجوان نے کہا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں: قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا (۱۹/۱۹) "میں تیرے رب کی طرف سے ایک پیغام لے کر آیا ہوں" یہاں لفظ "رب" سے مراد اللہ تعالیٰ بھی ہو سکتا ہے اور اگر اس کے لغوی معنوں میں "پرورش کرنے والا" (مربی) لیا جائے، تو اس سے مراد حضرت زکریاؑ ہوں گے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ مفہوم زیادہ قرینِ قیاس ہے ـــــ اور وہ پیغام یہ ہے کہ وہ (خدا) تجھے ایک عمدہ نشوونما پانے والا بچہ عطا کرنا چاہتا ہے۔" (مطالب الفرقان ج ۴ ص ۱۱۱)

ان اقتباسات کی رُو سے:

۱۔ جولائی ۱۹۲۵ء میں "فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا" میں بھیجنے والا، خود خداوندِ قدوس تھا۔ اور جسے بھیجا گیا وہ ایک فرشتہ تھا جسے عالمِ واقعہ میں بھیجا گیا۔

---

[1] یہ سند انہی اناجیل سے لی جا رہی ہے جن کے محرف ہونے کا پرویز صاحب نے ہمیشہ ڈھنڈورا پیٹا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ اپریل ۱۹۶۱ء اور اکتوبر ۱۹۷۰ء میں "آدسکنا" کا فاعل مبہم اور اس کا مفعول مجہول تھا۔ کیونکہ یہ معاملہ عالمِ واقعہ میں نہیں بلکہ عالمِ خواب میں پیش آیا تھا۔

۳۔ نومبر ۱۹۸۱ء میں مرسل، اللہ تعالیٰ کی بجائے حضرت زکریا علیہ السلام ہو گئے اور جسے ارسال کیا گیا وہ از روئے اناجیل، یوسف نجار تھا۔

لطف یہ ہے کہ ان تینوں متضاد و متباین مفاہیم کو "مفکرِ قرآن" صاحب نے بڑی کوہ کنی اور جانکاہی سے قرآن ہی سے برآمد کر لیا ہے۔ چنانچہ حسبِ خواہش جو چاہا نکال پیش کر دیا۔

انکارِ رؤیتِ ملائکہ کی لِم:

یہاں یہ امر قابلِ غور ہے کہ پرویز صاحب اوائل عمری میں فرشتوں کی رؤیت کے قائل تھے، جیسا کہ گذشتہ بحث سے واضح ہے۔ مگر اب وہ رؤیت کے قائل ہونا تو درکنار، سرے سے اس بات ہی کے منکر ہیں کہ وہ انسانی پیکر میں ظاہر ہو سکتے ہیں۔ پرویز صاحب کے اس تغیرِ فکر کی اصل لِم کیا ہے؟ وہ بہر حال ایک ذہین و فطین شخص تھے، مگر انہوں نے اپنی تمام تر ذہانت و فطانت کو "سنتِ رسولؐ" کی عدمِ حجیت میں کھپا دیا۔ اس مقصد کے لیے قرآن سے ایسے اصول کشید کیے جن کی بنیاد پر سنتِ نبویؐ کی تشریعی اور آئینی حیثیت کو کالعدم کیا جائے۔ احادیث کی کتب میں ایسے بہت سے واقعات مذکور ہیں جن میں جبرئیل کی آمد کی غرض و غایت، اخبار و اعلام اور منجانب اللہ بعض دینی احکام کی تعلیم و تبلیغ بیان کی گئی ہے۔ ایسی تمام احادیث کو بیک جنبشِ قلم مسترد کر ڈالنے کے لیے اس سے بڑا کوئی حربہ نہیں ہو سکتا کہ ان کو خلافِ قرآن قرار دے دیا جائے۔ اور بڑی تحدید و تحدی کے ساتھ یہ بلند بانگ دعویٰ کر ڈالا جائے کہ:

> "ملائکہ نظر نہیں آیا کرتے۔ غزوۂ حنین کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا، وَأَنزَلَ جُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا "... (۹/۲۶) "اس نے مؤمنین کی مدد کے لیے ایسے لشکر نازل کیے جنھیں تم دیکھ نہیں سکتے تھے۔" ذرا آگے چل کر جنگِ بدر کے سلسلہ میں بھی یہی ارشاد ہے کہ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا ... (۹/۴۰) "اور خدا نے حضورؐ کی ایسے لشکروں سے مدد فرمائی جنھیں تم دیکھ نہیں سکتے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے:" سورۃ انفال میں ان جنود کو ملائکہ کہہ کر پکارا گیا ہے (۸/۹) نیز سورۃ آلِ عمران میں بھی (۳/۱۲۴)۔ یہ بحث کہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت مریمؑ کی طرف ملائکہ انسانی شکل میں آئے تھے، تفصیل طلب ہے) ملائکہ کے معنی قاصد یا پیغام رساں بھی ہوتے ہیں۔ جب قرآنِ کریم نے بنصِ صریح کہہ دیا کہ ملائکہ کو (عام انسان تو ایک طرف خود) صحابہ کبار اور نبی اکرم بھی نہیں دیکھ سکتے تھے (لَمْ تَرَوْهَا) تو قرآن کے کسی مقام میں بھی یہ معنی نہیں لیے جا سکتے کہ فرشتے انسانی پیکر میں سامنے آیا کرتے تھے۔ جبریلِ امین کو تو قرآنِ کریم نے بالخصوص "اَلرُّوْحُ الْاَمِیْنُ" (۲۶/۱۹۳) اور "رُوْحُ الْقُدُسِ"[1] (۱۶/۱۰۶) کہہ کر پکارا ہے۔ بنا بریں، یہ تصور ہی غلط ہے کہ جبریلِ امین ایک انسان کی شکل میں مجلسِ نبویؐ میں آکر بیٹھے تھے:"

(ماہنامہ طلوعِ اسلام نومبر ۱۹۸۱ء ص ۴۹)

یہ ہے پرویز صاحب کا اندازِ مطالعۂ قرآن اور اسلوبِ تحقیقِ قرآن، کہ وہ سنتِ نبویؐ کی عدمِ حجیت کو ذہنی طور پر پہلے سے طے کر لیتے ہیں، پھر اپنے ان ذہنی افکار کی حمایت میں قرآن سے دلائل کشید کرنے میں جُت جاتے ہیں، رویتِ ملائکہ کا انکار بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ اس اندازِ تحقیق میں انہیں بسا اوقات یہ بھی یاد نہیں رہتا کہ وہ پہلے کیا لکھ چکے ہیں؟ ——— "تحقیق کی اس مخصوص ڈگر پر چلتے ہوئے وہ قرآنی آیات کے مفہوم میں "ترمیم و مرمت" سے بھی دریغ نہیں کیا کرتے تھے، ایک زمانہ تھا کہ وہ "لَمْ تَرَوْهَا" کا ترجمہ "جو تمہیں نظر نہیں آتی تھیں" (معارف القرآن ج ۴ ص ۴۸۵ ج ۴ ص ۵۷۸) کے الفاظ میں کیا کرتے تھے۔ مگر اب وہ "تم نہیں دیکھ سکتے تھے" کے الفاظ میں کرتے ہیں۔ پہلے ترجمہ سے یہ بات متبادر ہوتی ہے کہ ان لشکروں کو اہلِ ایمان نے نہیں دیکھا تھا مگر دوسرے ترجمے میں دیکھنے کی سکت، رویت کی قدرت اور امکانِ دیدار ہی کی نفی کی گئی ہے۔ اور یہ بہرحال ایک غلط چیز ہے جسے محض اپنے ذہنی مزعومہ کو تحفظ دینے کے لیے اختیار کیا گیا ہے۔ ✵

[1] سورۃ النحل کی آیت ۱۰۶ میں یہ الفاظ موجود نہیں ہیں، یہ الفاظ آیت ۱۰۲ کے ہیں۔ (ادارہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ